Rooh-e-Tahqeeq, Vol.03, No.03, July – September 2025

دیوان مفتی امام بخش وٹالوی: تعارف اور تجزیاتی مطالعہ

Introduction and Analytical Study of "Dewan-e Mufti Imam Bakhsh Watalavi"

Muhammad Arsalan
BS Scholar, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
muhammadarsalanarsel@gmail.com

Dr. Naseem Ur Rehman
Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
naseem.persian@pu.edu.pk

Abstract:
Persian poetry in the Indian subcontinent blossomed with the advent of the Ghaznavid conquerors. From that moment, a radiant tradition took root, soon enriched by the genius of poets such as Amir Khusraw, Bedil Dehlavi, and Mirza Ghalib, who elevated the subcontinent to a distinguished place in the vast realm of Persian letters. With the British ascendancy in the nineteenth century, Persian lost its status as the official language, yet the spirit of its poetry endured and preserved in the hearts of Indian people. Among the inheritors of the Persian poetry stands Mufti Imam Bakhsh of Batala, a poet whose Diwan remains a notable contribution to the tradition. His collection encompasses the classical forms of Persian poetry—the Qasida, Na't, Ghazal, Mukhammas, and Tarji'band—each reflecting the aesthetic refinement and spiritual depth of his art. The present study offers an introduction to his Diwan and undertakes an analytical exploration of its poetic and thematic dimensions.

Keywords:
Persian, Ghaznavid, Amir Khusraw, Bedil Dehlavi, Subcontinent, Persian Poetry, Mufti Imam Bakhsh Watalavi, Diwan-e Mufti

برصغیر میں فارسی شاعری کی روایت صدیوں پر محیط ایک درخشاں باب ہے جس نے اس خطے کے ادبی، ثقافتی اور فکری منظرنامے کو گہرا رنگ دیا ہے۔ یہ روایت محض درباری سرپرستی تک محدود نہیں تھی بلکہ اس نے عوام کے دلوں میں بھی جگہ بنائی اور ان کے احساسات کی ترجمانی کی۔ ایرانی ثقافت جو برصغیر میں داخل ہوئی اس میں سب سے بڑا ہاتھ فارسی زبان کا ہے جیسا کہ غلام علی حدّاد عادل نے لکھا ہے:

> یکی از میدان های وسیع و شاید وسیع ترین میدان حضور ایرانیان در هند
> عرسۀ زبان و ادبیات فارسی، به ویژه شعرِ فارسی، است.(۱)

برصغیر میں فارسی شاعری کا آغاز گیارہویں صدی میں محمود غزنوی کے حملوں کے ساتھ ہوا۔ محمود غزنوی کو خود بھی شعر سے بہت لگاؤ تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے دور میں برصغیر میں فارسی شاعری کا آغاز ہوا۔ علی سلمان رضوی نے لکھا ہے کہ محمود غزنوی کے دربار سے ایسے لوگ وابستہ تھے جو مستند عالم اور فارسی شاعر تھے۔(۲)

برصغیر کا پہلا فارسی شاعر ابو عبداللہ روزبہ النکتی ہے۔ یہ لاہور کا رہنے والا تھا۔ یہ سلطان مسعود کے دربار سے وابستہ تھا۔ سیدالدین محمد عوفی نے اس کو ایک زبردست قصیدہ نگار کے طور پر پیش کیا تھا۔ برصغیر کے پہلے استاد شاعر کا درجہ ابوالفرج رونی کے پاس ہے۔ یہ فارسی زبان کا برصغیر کا پہلا صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس کے بعد مسعود سعد سلمان بھی اسی دور کا بہت بڑا فارسی شاعر تھا۔

برصغیر میں فارسی شاعری کو حقیقی فروغ تیرہویں صدی میں دہلی سلطنت کے قیام کے بعد ملا۔ امیر خسرو نے، جو "طوطی ہند" کے نام سے جانے جاتے ہیں، فارسی شاعری میں مقامی رنگ اور موضوعات شامل کرکے اسے ایک نئی سمت دی۔ مغل دور میں فارسی شاعری اپنے عروج پر پہنچی۔ اس دور میں فارسی شاعری نے نہ صرف فنی کمال حاصل کیا بلکہ اس میں فلسفہ، حکمت، اور تصوف کے پیچیدہ موضوعات کو بھی بیان کیا گیا۔

انیسویں صدی عیسوی کے نصف میں فارسی سرکاری زبان کے درجہ سے ہٹ چکی تھی اور اس کی جگہ انگریزی نے لے لی تھی۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند میں لکھا ہے کہ

> "اس دور میں رفتہ رفتہ فارسی کی جگہ انگریزی، اردو اور دیگر مقامی زبانوں نے لے لی۔ اس سے پہلے ولیم بینٹنگ کے زمانے میں انگریزی سرکاری زبان قرار دی گئی تھی۔"(۳)

لیکن فارسی شاعری کی آب و تاب اسی طرح تھی۔ اس دور میں بھی بہت سے فارسی شاعر آئے تھے۔ ان میں مرزا غالب، شبلی نعمانی اور مولانا گرامی جیسے شعرا شامل ہیں۔ اس دور میں کچھ شعراء بالکل غیر معروف تھے، لیکن ان کی شاعری بہت ہی عمدہ تھی۔ ایک ایسے ہی شاعر مفتی امام بخش کے دیوان کا مفصل تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

مفتی امام بخش کا تعارف:

مفتی امام بخش، برصغیر کی فارسی شاعری کا ایک ایسا نام ہے جس کا کسی تذکرہ نگار نے ذکر نہیں کیا اور اگر کسی نے کیا بھی تھا تو یوں لگتا ہے کہ ان کا نام شاید آج تاریخ کے اوراق میں گم ہو چکا ہے، لیکن ان کا کلام آج بھی ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی گواہی دیتا ہے۔ ان کے حالاتِ زندگی کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔ دیوان سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پورا نام امام بخش تھا اور مفتی تخلص کرتے تھے۔ ایک شعر میں اپنا پورا نام ذکر کرتے ہیں:

مفتی امام بخش ز مدحت چه دم زند
بی مدح هست روشن و مشهور آفتاب(۴)

مفتی نے دو جگہ اپنے محلِ سکونت کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ پنجاب کے شہر بٹالہ کے رہنے والے تھے:

مسکنش شهر بٹاله ز بلاد پنجاب
لقبش بلبلِ پنجاب ز حق شد منزل (۵)

دوسری جگہ انھوں نے بٹالہ کی جگہ وٹالہ لکھا ہے اور حافظ سعدی، عرفی اور نظامی جیسے شعرا سے اپنے شہر کو شیراز کے برابر کہلوایا ہے۔

حافظ و سعدی و عرفی و نظامی، هر چار
بر در خلد بگویند باحسنت هزار
شد ز مفتی سخن سنج وٹاله شیراز
پسِ ما کیست که با اوست درین فن انباز(۶)

ایک قصیدے کے عنوان میں بھی وٹالہ کا ذکر آیا ہے۔ "قصیدہ در مدح امیر کبیر کہف الزمان ملاذ العلما و الفصحا و الغربا امیر شیر علی خان صاحب بہادر والی کابل" کے آغاز میں لکھا ہے:

از تصنیفات سرآمد فصحای زمان و ابلغ دوران شاعر شیرین مقال و سخنور عدیم المثال جناب مفتی امام بخش صاحب رئیس وٹاله۔(۷)

وٹالہ بٹالہ کو ہی کہا جاتا ہے جیسا کہ تاریخ مخزن پنجاب میں بٹالہ کے ذکر میں دو جگہ اس کا نام وٹالہ لکھا گیا ہے۔(۸)

ان کی تاریخِ پیدائش اور تاریخِ وفات کے متعلق بھی کچھ معلومات نہیں ملتی۔ مفتی کا دیوان ۱۲۹۱ق میں چھپا۔ اس کے "خاتمۃ الطبع" کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفتی اس وقت تک زندہ تھے۔ عارف نوشاہی نے اپنی "کتاب شناسی آثارِ فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ" میں لکھا کہ مفتی ۱۸۷۴ء تک زندہ تھے۔(۹) مفتی امام بخش کے ایک قصیدے سے بھی پتا چلتا ہے کہ وہ ۳جون ۱۸۷۴ء تک زندہ تھے۔

"دان مثنوی غرایب" از سالِ عیسوی
از ختم این قصیده بشد حصل مدعا
چون روز چار شنبه سوم جون با مراد
ترتیب این قصیده شبد شد سرودها(۱۰)

"دان مثنوی غرایب" سے ۱۸۷۴ء برآمد ہوتے ہیں۔ اور دونوں اشعار سے پوری تاریخ ۳جون ۱۸۷۴ء سامنے آتی ہے۔

مفتی جس دور میں شاعری کر رہے تھے، وہ برصغیر میں فارسی زبان کے زوال کا عہد تھا۔ اس کے باوجود مفتی نے ایک بہترین فارسی شاعر کے طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ ایک ایسے شاعر تھے جنھوں نے کسی ایک صنف پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ غزل، قصیدہ اور مخمس جیسی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ ان کی شاعری میں فکری گہرائی، فنی پختگی اور جذبات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی گوشۂ گم نامی میں بیٹھ کر اپنا کلام تخلیق کرتے رہے اور دنیا سے پردہ کر گئے۔ ان کی شخصیت کا یہ پراسرار پہلو ان کی شاعری کو مزید دلچسپ اور پرکشش بنا دیتا ہے۔

مفتی کے شعری آثار:

مفتی کے دیوان کے "خاتمۃ الطبع" میں مفتی کا بطور نثر نگار بھی ذکر کیا گیا ہے۔(۱۱) اس سے پتہ چلتا ہے کہ مفتی کے نثری آثار بھی ہوں گے لیکن اب ان کی تفصیل نہیں ملتی۔ مفتی کے شعری آثار کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

اول) خطی آثار دوم) مطبوعہ آثار

اول) خطی آثار:

ان کے خطی آثار میں ہمیں دو خطی نسخے ملتے ہیں۔ ریاض الغزل اور ترجیع بند۔

ریاض الغزل: ریاض الغزل ان کی غزلیات کا خطی نسخہ ہے۔ اس میں ۳۲ غزلیات ہیں۔ یہ خطی نسخہ ۱۲۷۷ ہجری میں لکھا گیا۔ یہ غزلیں انھوں نے محمود نامہ کی پیروی میں کہیں۔(۱۲) محمود نامہ، محمود لاہوری کی ۳۲ غزلیات کا مجموعہ ہے اور بیت بازی کے لیے مشہور ہے جیسا کہ دانشنامہ ادب فارسی میں لکھا ہے:

"محمود نامه دیوان محمود که مجموعهٔ سی و دو غزل است و آن را رسالهٔ بیت بازی نامیده است."(۱۳)

ریاض الغزل کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

ای یار بر فکن تو ز رخ این نقاب را
تا گیرد آفتاب حجاب سحاب را
ابر است و نو بهار و به صحراست سبزه زار
ساقی بکن ز لطف، تو کارِ ثواب را(۱۴)

اس مجموعے کی خاص بات یہ ہے کہ غزل کا ہر شعر اسی حرف سے شروع ہوتا ہے جو اس غزل کی ردیف ہے۔ ریاض الغزل کا ایک ہی خطی نسخہ ہے جو پنجاب یونیورسٹی کے مرکزی کتاب خانہ میں گنجینۂ آزر میں شمارہ نمبر ۳۶۶-O-۵۸۴۷ پر برگ ۱الف سے ۱۱۱الف تک درج ہے۔(۱۵)

ترجیع بند: اس ترجیع بند کا خطی نسخہ بھی فرد پر مشتمل ہے اور ریاض الغزل کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی کے مرکزی کتاب خانہ میں گنجینۂ آزر میں شمارہ نمبر ۳۶۶-O-۵۸۴۷ میں برگ ۱۱ب سے ۱۷ب تک درج ہے۔ اس کا سال تالیف ۱۸۵۳ء ہے۔ یہ ترجیع بند کاتب کے پاس ۱۲۷۶ہجری میں پہنچا۔(۱۶) اس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

ای زلف تو چون سیاه ماری
چشم تو به غمزه سحرکاری
بالا نه، بلا فکن به عالم
چون قدِ تو سرو جویباری(۱۷)

دوم) مطبوعہ آثار:

مفتی کے مطبوعہ آثار میں ان کا فارسی دیوان ہے۔ یہ دیوان ریاض الغزل اور ترجیع بند کے علاوہ قصاید، غزلیات، مخمسات اور واسوخت پر مشتمل ہے۔ اس دیوان کا مفصل تعارف درج ذیل ہے:

دیوان مفتی امام بخش:

اس دیوان کے صفحات کی تعداد تین سو ہے۔ دیوان کے آخر میں "قصیدہ در مدح امیر کبیر کہف الزمان ملاذ العلماو الفصحا و الغربا امیر شیر علی خان صاحب بہادر والی کابل" اور "قصیدۂ دیگر در وصفِ موسمِ زمستان" کے عنوان سے آٹھ صفحات پر مشتمل دو قصیدے ضمیمہ کے طور پر شامل ہیں جن کے صفحات الگ درج کیے گئے ہیں۔ اس طرح مکمل دیوان کے صفحات تین سو آٹھ ہو جاتے ہیں۔ یہ دیوان ۱۲۹۱ھ میں مطبع پنجابی لاہور سے شائع ہوا۔ خاتمۃ الطبع کی عبارت اس طرح ہے:

الحمد لله والمنۂ لله که این گنجینۂ جواهر آبدار و مخزن گهرهای شاهوار یعنی دیوان فیض بنیان شاعر بینظیر و ناظم و ناثر عدیمالنظیر جناب مولوی مفتی امام بخش صاحب رئیس وٹاله سلمه الله تعالی در مطبع پنجابی لاهور به اهتمام منشی محمد عظیم مهتمم و مالک مطبوع گردید-(۱۸)

خاتمۃ الطبع کے بعد چار قطعاتِ تاریخ درج کیے گئے ہیں جن میں سے تین مفتی کے ہیں جبکہ ایک قطعہ نواب شیخ غلام محبوب سبحانی کا لکھا ہوا ہے اور یہاں درج کیا جاتا ہے:

مفتی دین متین جمع چو اشعار کرد
میر فلک بر نمود گوهر انجم نثار
توسن طبعش نمود پویه به میدان شعر
گوی سبق را ربود از شعرای کبار
از پی تاریخ طبع فکر چو محبوب کرد
هاتفش از آسمان از مددِ کردگار
چون سرِ بدبین برید دل ز عدو برکشید
گفت: شد این گنج جمع از گهرِ شاهوار(۱۹)

اس قطعہ سے ۱۲۹۱ھ بر آمد ہوتا ہے۔

مفتی نے دیوان کی اشاعت کی عیسوی تاریخ بھی نکالی ہے:

چو شد تصنیف خوش دیوانِ مفتی
پی طبعش بشد برهان مفتی
مسیحی سال از طبعش چنان شد:
"ضیای شمس آن دیوان مفتی"(۲۰)

"ضیای شمس آن دیوان مفتی" سے ۱۸۷۴ء بر آمد ہوتا ہے۔

پہلے اس دیوان کا ادبی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، دیوانِ مفتی قصیدہ، غزل، مخمس، ترجیع بند اور واسوخت پر مشتمل ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے:

الف) قصیدہ:

دیوانِ مفتی میں نو قصیدے شامل ہیں جو پانچ سو پینتیس اشعار پر مشتمل ہیں۔ ان کے عنوانات اس طرح ہیں:

- مناجات بطریق قصیدہ کہ از روی سال صادق مناجات شریف (اشعار کی تعداد ۴۹)
- قصیدہ موسوم بہ ترجمہ الفیض در نعت سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات (اشعار کی تعداد ۱۱۳)
- قصیدہ دیگر در نعتِ شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم (اشعار کی تعداد ۵۱)
- قصیدہ در منقبتِ فیض موہبت حضرتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اشعار کی تعداد ۶۰)
- قصیدہ دیگر در منقبتِ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (اشعار کی تعداد ۶۸)
- قصیدہ در مدحیہ جناب ہادی برحق مرشدی و مولائی حضرت احمد شاہ صاحب وٹالوی رحمۃ اللہ علیہ مع تاریخ وفات آنحضرت مرحوم مغفور (اشعار کی تعداد ۴۶)
- قصیدہ در مدح مطبع پنجابی لاہور صانہ اللہ تعالیٰ عن الحور بعد الکور (اشعار کی تعداد ۲۳)
- قصیدہ در مدح امیر کبیر کہف الزمان ملاذ العلماو الفصحاو الغربا امیر شیر علی خان صاحب بہادر والی کابل (اشعار کی تعداد ۷۳)
- قصیدہ دیگر در وصف موسم زمستان (اشعار کی تعداد ۵۲)

دو قصیدے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہیں۔ ایک قصیدے سے کچھ شعر دیکھیے:

گر به مدح تو بلغزم، تو بکن عفو ز لطف
کسیت کان هست به نعتِ تو شناسای محل
هست در نعتِ تو قرآنِ الهی نازل
بر تو از عینِ عنایات خدا عزوجل(۲۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے گئے قصیدے کے کچھ اشعار دیکھیے:

ای از فروغ روی تو پُرنور آفتاب
در عشق روی تو شده مشهور آفتاب
آورد طشت زر پی ایثار روی تو
تا شد به پیش چشم تو منظور آفتاب
از شرم عارض تو به صد بار دیده ام
در ابر رو نموده و مستور آفتاب(۲۲)

ب) غزل:

دیوان مفتی میں ۸۹ غزلیات ہیں۔ یہ غزلیات ایک ہزار ستاون اشعار پر مشتمل ہیں۔ یہ غزلیات چار حصوں میں منقسم ہیں:

۱- نعتیہ غزل: یہ شروع کے صفحات میں قصائد کے اندر درج ہے۔ اس نعتیہ غزل کے اشعار کی تعداد بارہ ہے۔ اس کا مطلع اس طرح ہے:

صاحبِ لولاک از حق مصطفی ست
حاکمِ افلاک از حق مصطفی ست(۲۳)

۲۔ ماہِ رمضان میں کہی گئی ۳۱ غزلیں: ان غزلیات کا عنوان اس طرح درج ہے:

سی و یک غزل که هر یک از آنها هر روز غرهٔ رمضان تا غرهٔ شوال از زبان صدق ترجمان مصنف سلمه برآمد(۲۴):

ان غزلیات میں تین سو اکاون اشعار ہیں۔ یہ غزلیات انہوں نے یکم رمضان المبارک سے لے کر یکم شوال تک اکتیس دنوں میں لکھیں۔ ان کا سال تالیف ۱۲۷۷ق ہے۔ ان غزلیات کے آخر میں انھوں نے دو قطعات تاریخ درج کیے ہیں جن سے ۱۲۷۷ق برآمد ہوتا ہے:

از ابتدای روزهٔ اسلام تا بعید
مفتی امام بخش دُر پُربها بسفت
شد سی و یک غزل پی تصنیف سال او
باغ صیام سبز ببین هاتفش بگفت(۲۵)

از اول صیام صفا تا به روز عید
شد سی و یک غزل چو قیاسش گهر بسفت
مفتی امام بخش مصنف به فکر تیز
بادا شگفته گلشن دین سالِ او بگفت(۱۲۷۷ق)(۲۶)

یہ غزلیں ردیف کی ترتیب کے بغیر ہیں اور مفتی نے جس طرح ہر روز ایک غزل کہی، انھیں اسی طرح جمع کر دیا ہے۔ نمونے کے طور پر ایک غزل کے کچھ اشعار دیکھیے:

دل مضطر و مبتلاست مارا
هجرِ تو به سر بلاست مارا
عاشق به رخِ تو جابجا هست
معشوق چو تو کجاست مارا
خورشید رخِ تو تا ببینم
هر دم به سحر دعاست مارا
در دردِ تو مفتی حزین گفت
این درد، به جان! شفاست مارا(۲۷)

۳۔ ریاض الغزل: دیوان مفتی میں غزل کا دوسرا حصہ ریاض الغزل کے نام سے ملتا ہے۔ یہ وہی مجموعہ ہے جو خطی نسخہ کی شکل میں محفوظ ہے اور اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ریاض الغزل بتیس غزلوں پر مشتمل ہے۔ ریاض الغزل کے اشعار کی تعداد بھی تین سو اکاون ہے۔ یہ غزلیات حروف تہجی کی ترتیب سے ہیں۔ ہر ردیف میں صرف ایک غزل کہی گئی ہے۔ ریاض الغزل کو مفتی امام بخش نے صرف سترہ دنوں میں مکمل کیا جیسا کہ انھوں نے کہا ہے:

تصنیف سی و دو غزلش شد به هفده روز
اندر عدد و لیک نشد فکر صبح و شام(۲۸)

ریاض الغزل ۱۲۷۷ھ میں مکمل ہوا۔

از عنایات خداوند زهی جل جلال
شد ریاض الغزل از من چو مرتب فی الحال
سال آغاز و تمامش چو بجستم ز سروش
گفت: ای مفتی ما!گو تو چراغِ آمال(۱۲۷۷ق)(۲۹)

ریاض الغزل کی ایک غزل کے کچھ اشعار دیکھیں۔

لازم به عاشق ست در آیینۂ خیال
عکس رخ نگار ببیند به جمله حال
لذت دهد چو خون جگر می خورم به ذوق
یاد لب نگار چو آرم به روی قال
لعلِ لبِ تو وقتِ کلام، ای نگارِ من!
ریزد برای تشنه لبِ هجرِ خود زلال
لاغر شد ست این تنِ مفتی به هجرِ تو
بنما رخش چو مهر و بکن فربه از وصال(۳۰)

۴۔ متفرق غزلیات:

متفرق غزلیات کی تعداد پچیس ہے۔ ان غزلیات کے اشعار کی تعداد 343 ہے۔ یہ غزلیں ردیف کی ترتیب کے بغیر ہیں اور اکثر اساتذہ کی زمینوں میں کہی گئی ہیں۔ چند شعر دیکھیے:

جانان خمار هجر ز صهبا نمی رود
وین رنج دوریت ز دل ما نمی رود
ای مفتیم به وصل مرا گو که باده نوش
زین فتوی تو عزت افتا نمی رود(۳۱)

ج) مخمسات:

مفتی امام بخش نے مخمس میں بھی طبع آزمائی کی۔ دیوان مفتی میں سب سے زیادہ تعداد مخمسات کی ہے۔ یہ مخمس ایک سو بارہ غزلوں پر کہے گئے ہیں۔ ان میں ایک مخمس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منسوب غزل پر ہے۔ ایک سو دس مخمس حافظ شیرازی کی غزلیات پر ہیں اور ایک مخمس بیدل دہلوی کی غزل پر ہے۔ ان مخمسات کے کل ایک ہزار ایک سو گیارہ بند ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منسوب غزل پر مخمس کا نمونہ دیکھیے:

یا ملاذ الکل! ندارد ذات پاک تو عدیل
از برای بیکسان در بیکسی انت الکفیل
چون نمی بینم نجات خوشتن را خوش سبیل
خُذْ بِلُطْفِکَ یَاالِهِی مَنْ لَّه زَادٌ قَلِیْل
مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَاتِی عِنْدَ بَابِکَ یَا جَلِیْل(۳۲)

حافظ کی غزل پر مخمس کا نمونہ دیکھیے:

به دور نرگس مستش نخواهم جام صهبا را
اگر رویش همی بینم، نبینم روی مینا را
نخواهم سینهٔ سینا، نه اعجاز مسیحا را
اگر آن تُرکِ شیرازی به دست آرَد دلِ ما را
به خال هِندویَش بَخشَم سَمَرقند و بُخارا را(۳۳)

بیدل کی غزل پر مخمس کا نمونہ دیکھیے:

نسزد به خاطرت ار شود که به این و آن بر من در آ
عبث ست، گر به سرت فتد که فریب ورز و به فن در آ
عجب ست، دل به سرت نهد، به عقیق خود به یمن در ا
ستم است اگر هوست کشد که به سیر سرو و سمن در آ
تو ز غنچه کم ندمیده ای، در دل کشا، به چمن در آ(۳۴)

د) ترجیع بند:

دیوان مفتی میں ایک ترجیع بند بھی ہے۔ اسی ترجیع بند کے خطی نسخہ کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اس میں سترہ غزلیں ہیں اور ہر غزل چودہ اشعار پر مشتمل ہے۔ ترجیع کا شعر درج ذیل ہے:

می بینم و صبر برگزینم
شاید که رخ نگار بینم(۳۵)

اس ترجیع بند کی تاریخ تصنیف ۱۲۷۶ھ ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہوتی ہے:

زین ترجیع بند سال کن یاد
به ترجیع بند از طرب شاد۱۲۷۶ق(۳۶)

ہ) واسوخت:

مفتی امام بخش نے ایک واسوخت بھی کہی۔ یہ واسوخت مسدس کی صورت میں ہے۔ اس کے پینتیس بند ہیں۔

شاهد شهد پی خسرو شیرین دهنی
گل رخی، لاله عذاری، گل نو، گلبدنی
مه جبین، شوخ نگه، سیب زنخ، چه ذقنی
پر فنی، عشوه کنی، سیم تنی، بر سمنی
برد دل از من بیدل به نگاهی، آهی!
طرفه بین، یار نیفگند نگاهی گاهی(۳۷)

فکری اور فنی جائزہ:

الف) مختصاتِ زبان: مفتی کی زبان نہایت سادہ اور قابل فہم ہے۔ ان کا کلام پڑھتے وقت قاری کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اشعار بہت رواں ہیں۔ مفتی نے مقامی الفاظ کو بہت خوبصورتی کے ساتھ شعر کا حصہ بنایا ہے۔ ایک قصیدے میں انھوں نے "بریانی"، "کھچڑی"، "قورمہ"، "پلاؤ" اور "تنجن" وغیرہ جیسے مقامی الفاظ کا استعمال کیا ہے جو ان کی قدرتِ کلام کی دلیل ہے:

هم قورمه پلاؤ، سوم جوش روغنست
عشرت فزا به آب خنک در دهان ما
روز و شب غریب به کھچڑی و روغن ست
از بهر منعمان ست متنجن، کباب ها(۳۸)

مفتی نے ریاض الغزل کی غزلوں میں یہ اہتمام کیا ہے کہ غزل کا ہر شعر اسی حرف سے شروع ہوتا ہے جس پر شعر ختم ہوتا ہے۔ یہ فن اپنی جگہ جس قدر دلچسپ ہے، اسے نبھانا اتنا ہی مشکل ہے اور مفتی اس سے بہت اچھی طرح عہدہ بر آہوتے ہیں۔ چند شعر دیکھیے:

قدم چو در رہِ عشقت نهادم و گفتم
خدا برفتنِ این ره دهد مرا توفیق
قضا مرا به فراق تو مبتلا کرده ست
امید وصل تو ام نیست چون به هیچ طریق
قیاسم از دهنِ تنگ تو به وهم و گمانست
فتاده ام ز میانت میان فکر عمیق
قتیل تیغ نگاه تو ام و لیک به حشر
نمی کنم بر داور به نام تو تصدیق(۳۹)

ب) مختصاتِ ادبی: دیوان مفتی میں نو قصیدے، اٹھاسی غزلیں، ایک سو بارہ مخمسات، ایک واسوخت اور ایک ترجیع بند شامل ہے۔ یہ متنوع اصنافِ سخن اس بات کا ثبوت ہیں کہ مفتی امام بخش ایک ہمہ جہت اور صاحبِ کمال فارسی شاعر تھے۔ انھوں نے جابجا اپنے نام کا ذکر کیا ہے اور خصوصاً قطعاتِ تاریخ بہت زیادہ کہے ہیں۔ ان کے ہاں تشبیہات، استعارے اور صنائع بدائع کا بھرپور استعمال ملتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں تشبیہات کا منفرد انداز دیکھیے:

ای عمر چو باد پُرشتابی گویا
وی هستی موهوم حبابی گویا
یا ساغر هر دو پُرشرابی گویا
یا نرگس مست نیم خوابی گویا
گفتم به غلط که ماهتابی گویا
مهتابی و آفتابی گویا(۴۰)

ج) مختصاتِ فکری: مفتی کی شاعری میں پختگی، خیال کی گہرائی اور فنی مہارت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ قصائد میں شاعر نے دینی عقیدت، صوفیانہ وابستگی، اخلاقی اقدار اور مقامی رنگ کو موضوع بنایا ہے۔ یہ قصاید، شاعر کی مدح سرائی کی مہارت کے ساتھ ساتھ مختلف ثقافتی پہلو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ دو قصیدے رسول اکرم ﷺ کی مدح میں ہیں جن میں آپ کو مختلف القابات جیسے سید مدنی، فخر بشر، ختم الرسل، نورِ نظر، احمد، حامد اور محمود سے یاد کیا گیا ہے۔ شاعر نے انوری، سعدی جیسے مشہور شعراء کا ذکر بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ جیسے وہ حضور ﷺ کی شان بیان کرتے رہے ہیں، وہ بھی اسی روایت کو آگے بڑھارہا ہے:

یارسولِ عربی برقع برانداز ز رخ
تا بیابم ز جمالت شرفِ دین و دول
آن زمان باز بفرما تو به این بندهٔ خویش
این قصیده چو به نعتِ تو کنم با دو غزل
بذله گو مفتی گویاست به شعرِ موزون
هست از امت مرحوم من آن عبد اقل
انوری، سعدی و شروانی، فردوسی نیز
به نظامی همه تحسینش نمایند اجل
خجلتِ طوطی هند ست زبانش به سخن
که بریزد ز کلامش شکر و قند و عسل(۴۱)

ایک قصیدہ حضرت علی کی شان میں ہے جس میں ان کے عدل، شجاعت اور روحانی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک قصیدہ در وصف موسمِ زمستان میں پنجاب کے مناظر اور مقامی الفاظ کا استعمال کلام کو تہذیبی رنگ بخشتا ہے۔ ایک قصیدہ مطبع پنجابی کی تعریف میں ہے جہاں سے دیوان شائع ہوا، اور ایک قصیدہ مرشد احمد شاہ وٹالوی کی عقیدت اور محبت میں کہا گیا ہے جو شاعر کی صوفیانہ وابستگی کا مظہر ہے۔

دیوان کا دوسرا بڑا حصہ غزلیات پر مشتمل ہے۔ مفتی کی غزلیں عشق و محبت اور زندگی کے فلسفے کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتی ہیں۔ ان غزلیات میں شاعر نے بار بار اپنی عاجزی اور شکستہ دلی کو بیان کیا ہے۔ اس کے کلام میں عاشق کی فریاد اور بے بسی کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ مفتی کی غزل میں محبوب کی زلف، ہرن اور مرغِ دل کا بہت زیادہ ذکر کیا ہے۔ محبوب کی زلف کا بار بار ذکر حسن کی کشش اور عاشق کی اسیری کو ظاہر کرتا ہے جبکہ مرغِ دل کا استعارہ دل کی بے قراری اور محبت کے اضطراب کو نمایاں کرتا ہے:

مرغِ دلِ من در دام افگند و بشد راهی
گفتا که نیایم باز گفتم که تو باز آیی(۴۲)
مرغِ دلم نه باز وطن آشیانِ تن
بگزید، چون گرفت به بامِ تو خوش وطن(۴۳)

ان غزلیات میں شاعر کی داخلی کیفیات، عشق کی شدت اور اس کی شکستگی پوری طرح جھلکتی ہے:

از زلفِ چون کمندش مانده به دام عاشق
وز مشک عنبرینش مشکین مشام عاشق
از چشم خون روانش، در آتش ست جانش
دارد برای وصلت این انتظام عاشق(۴۴)

اس کے ساتھ دیوان میں ایک واسوخت بھی شامل ہے جس میں شاعر نے محبوب سے بیزاری اور دل شکستگی کا اظہار کیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ شاعر نے عشق کے صرف روشن پہلو بیان نہیں کیے بلکہ اس کی تلخی اور دکھ کو بھی بیان کیا ہے:

مهِ بی مهر پریچهر ستمگر با من
هست بیمهر ز دل نیز به جانم دشمن
من به شوق رخ آن شوخ برونم ز وطن
تا هنوزم به سر گوش نیامد موطن
خواهم از دست جفایش که نه برباد شوم
به وطن باز روم، هم وطن آباد شوم
باز بر دست چنین گرچه صد آرم دستان
دست بر دست زند باز رود خنده کنان
از سر ناز و تنعم چو بود دست افشان
دل ز جان باز رمد، هم برمد از دل جان
شوخ دیده نه به این دیده چو مثلش دیدم
وای بر من! که من او را به چه رو بگزیدم(۴۵)

دیوان کا سب سے بڑا اور اہم حصہ وہ ہے جس میں شاعر نے حافظ کی ایک سو دس غزلیات پر مخمسات کہیں۔ یہ حصہ شاعر کی علمی وابستگی اور حافظ سے لگاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر نے اس کے ذریعے کلاسیکی روایت سے اپنے تعلق اور فارسی ادب سے اپنی قربت کو واضح کیا ہے:

مرا بدیدن تو هست مدعا، حافظ!
که نیست مثلِ تو دیگر غزل سرا، حافظ!
کنم برای تو هر صبح این دعا، حافظ!
ز چشمِ بد رخِ خوبِ ترا خدا حافظ
که کرد جمله نکویی به جای ما حافظ(۴۶)

خلاصۂ کلام یہ کہ مفتی کی شاعری اپنے اندر ایک بھرپور معنوی اور فکری دنیا سموئے ہوئے ہے۔ اس میں عشق و محبت کے جذبات بھی ہیں، دینی عقیدت اور صوفیانہ وابستگی بھی، مقامی ثقافت کا رنگ بھی ہے اور کلاسیکی روایت سے گہرا رشتہ بھی۔ یہی امتزاج اس دیوان کو فکری طور پر جامع اور ادبی طور پر ممتاز بنا دیتا ہے۔ اور مفتی کے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے:

مفتی! چو به دیوانِ تو بینم، گویم
ای جمله غزل تو انتخابی، گویا(۴۷)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) حداد عادل، غلام علی، حدیث سرو و نیلوفر، (تہران: ۱۳۹۲ ش / ۲۰۱۳ء)، ۲۱۔

(۲) علی سلمان رضوی، ہندوستان میں فارسی شاعری (خصوصاً ۱۹۴۷ء کے بعد)، (دہلی: ٹی-آر پرنٹرز، ۲۰۰۶ء)، ۱۹۔

(۳) خواجہ عبدالحمید یزدانی، "تاریخ"، مشمولہ: تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند، (لاہور: دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۱ء)، ۴: ۵۴۱۔

(۴) مفتی امام بخش وٹالوی، دیوان مفتی امام بخش، (لاہور: مطبع پنجابی، ۱۲۹۱ق / ۱۸۷۴ء)، ۱۹۔

(۵) ایضاً، ۹۔ (۶) ایضاً، ۲۷۲۔ (۷) ایضاً، ضمیمہ، ۱۔

(۸) مفتی غلام سرور لاہوری، تاریخ مخزن پنجاب، (لکھنؤ: مطبع نامی منشی نول کشور، ۱۸۷۷ء)، ص ۲۰۵-۲۰۶

(۹) عارف نوشاہی، کتاب شناسی آثارِ فارسی چاپ شده در شبه قاره، (تہران: مرکز پژوہشی میراث مکتوب، ۱۳۹۱ش / ۲۰۱۲ء)، ۲۱۶۸۔

(۱۰) مفتی امام بخش وٹالوی، دیوان مفتی امام بخش، (لاہور: مطبع پنجابی، ۱۲۹۱ق / ۱۸۷۴ء)، ضمیمہ، ۸۔

(۱۱) ایضاً، ۲۹۹۔

(۱۲) احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، ۲۰۰۳ء)، ۸:۱۳۰۵۔

(۱۳) حمید رضا دشتیان، دانش نامہ ادب فارسی، (تہران: انتشارات کتابخانہ ملی، ۲۰۰۲ء)، ۲۳۱۰۔

(۱۴) احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی، ۸: ۱۳۰۵۔

(۱۵) مفتی امام بخش وٹالوی، ریاض الغزل، نسخۂ خطی، (لاہور: مرکزی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، شمارہ:۳۶۶-O-۷۵۸۴، برگ ۱الف تا 11الف)

(۱۶) احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی، ۸: ۱۳۰۵۔

(۱۷) مفتی امام بخش وٹالوی، ترجیع بند، نسخۂ خطی، (لاہور: مرکزی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب،، شمارہ:۳۶۶-O-۷۵۸۴، برگ 11ب)

(۱۸) مفتی امام بخش وٹالوی، دیوان مفتی امام بخش، ۲۹۹۔

(۱۹) ایضاً، ۳۰۰۔ (۲۰) ایضاً۔ (۲۱) ایضاً، ۹۔ (۲۲) ایضاً، ۱۶۔ (۲۳) ایضاً، ۶۔

(۲۴) ایضاً، ۲۳۔ (۲۵) ایضاً، ۴۴۔ (۲۶) ایضاً، ۴۵۔ (۲۷) ایضاً، ۲۸۔ (۲۸) ایضاً، ۶۷۔

(۲۹) ایضاً۔ (۳۰) ایضاً، ۶۲-۶۳۔ (۳۱) ایضاً، ۲۷۷۔ (۳۲) ایضاً، ۱۔ (۳۳) ایضاً، ۷۱۔

(۳۴) ایضاً، ۲۹۳۔ (۳۵) ایضاً، ۲۵۰۔ (۳۶) ایضاً، ۲۶۴۔ (۳۷) ایضاً، ۲۶۴۔ (۳۸) ایضاً، ۳۰۷۔

(۳۹) ایضاً، ۶۰-۶۱ (۴۰) ایضاً، ۲۸۵ (۴۱) ایضاً، ۸-۹ (۴۲) ایضاً، ۳۶۔ (۴۳) ایضاً، ۳۷۔

(۴۴) ایضاً، ۳۵۔ (۴۵) ایضاً، ۲۶۷۔ (۴۶) ایضاً، ۲۲۸۔ (۴۷) ایضاً، ۲۸۵۔

Bibliography

- Hameed Raza Dashtiyan, *Danishnameh-i Adab-i Farsi Dr Shibeh Qareh*, (Tehran: Intasharat-e-Kitabkhaneh-e-Milli, 2002).
- Haddad Adel, Ghulam Ali, *Hadith-e-Sarv-o-Nilufar*, (Tehran: Iran, 2013).
- Mufti Ghulam Sarwar Lahori, *Tarikh- e Makhzan e Punjab*, (Lucknow: Nami Printing Press Munshi Naval Kishor, 1877).
- Mufti Imam Bakhsh Watalavi, *Divan-e-Mufti Imam Bakhsh*, (Lahore: Panjabi Printing Press, 1874).
- Mufti Imam Bakhsh Watalavi, *Riyaz al-Ghazal*, Manuscript No: 366-O-7584, (Lahore: University of the Punjab)
- Mufti Imam Bakhsh Watalavi, *Tarjie Band*, Manuscript No: 366-O-7584, (Lahore: University of the Punjab)
- Ahmad Munzavi, *Fehrist-i Mushtarik e Nuskha Ha e Khati e Farsi e Pakistan*, Vol 8, (Islamabad: Markaz e Tahqiqat Iran o Pakistan, 2003)
- Arif Naushahi, *Kitab Shinasi-i Asar-i Farsi Chap Shudah dar Shibh-i Qarah*, (Tehran: Markaz-i Pizhuhishi-i Miras-i Maktub, 2012)
- Ali Salman Rizvi, *Hindustan Mein Farsi Shairi (Khasusan 1947 ky Baad)*, (Delhi: T. R. Printers, 2006)
- Khawja Abdul Hameed Yazdani, *Tarikh", Tarikh e Adabiyat e Musalmanan e Pakistan w Hind*, (Lahore: Punjab University, 1971)

❖❖❖